208

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۴۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۵ | مورخہ ۲۳ ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۴ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی کی طبیعت کسی قدر علیل ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں مختصر لکھا گیا ہے۔ مسجد لنڈن کی بنیاد رکھنے کی تقریب پر ۱۹ ر اکتوبر کی رات کو ۹ بجے دارالامان کی تمام مساجد میں نہایت خشوع وخضوع سے دعا کی گئی۔

۲۰ ر اکتوبر کو اس تقریب کی خوشی میں سکولوں اور دفاتر میں تعطیل منائی گئی۔

جناب سیٹھ ابو بکر صاحب جدہ والے جو کچھ عرصہ سے قادیان میں تشریف لائے ہوئے ہیں بیمار ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تار

لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا

بلجیم اور ہالینڈ میں احمدیہ جماعتیں

حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت اور علالت

لنڈن سے ۱۶ ر اکتوبر کو ۱۲ بجکر ۱۵ منٹ پر چلا ہوا تار بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب جو بٹالہ ۱۹ ر اکتوبر ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آگیا۔ حسب ذیل ہے:۔

(ملک) غلام فرید صاحب ایم اے کے اہل و عیال کو اخراجات میں کفایت کا پہلو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان واپس بھیجدیا گیا ہے۔ ان کو اخراجات کے لئے اپنے پاس سے ۵ ۲ پونڈ دئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے پاس پہلے ہی روپیہ کی کمی ہے۔ اس لئے اس قدر رقم بذریعہ تار ہمیں بھجوادی جاوے۔

یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہیگ میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے۔ فی الحال برلن فنڈ سے روپیہ بطور قرض لے لیا گیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ جن مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ان ممالک میں بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک لنڈن میں مسجد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنیاد رکھنا بھی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دو اور یورپین ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ پیدا ہوگئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہالینڈ ہے۔ اور دوسرا بلجیم۔

ان دنوں پارلیمنٹ کے انتخاب کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے انگلینڈ میں پراپیگنڈا کا کام بہت تھوڑا کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی مجھے مغربی ممالک میں اشاعت کے متعلق متعدد سکیمیں تیار کرنے کی وجہ سے جو بہت توجہ چاہتی ہیں ذرا فرصت نہیں۔ اور اس سے قبل میں ان کی طرف متوجہ ہونے کے لئے وقت نہیں نکال سکا۔

برادرم مرزا بشیر احمدؐ کو اطلاع دیدیں کہ یہاں ایجنسی بوجہ ایکسچینج کی دقت کے روپیہ نہیں ادا کر سکتی۔ میاں شریف احمدؐ کچھ مقروض ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بھی روپیہ کی ضرورت ہے (حضرت میاں بشیر احمدؐ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بذریعہ تار لکھا تھا۔ کہ آپ اپنے اور حضرت میاں شریف احمد صاحب کے اخراجات کے لئے ایجنسی سے اس قدر روپیہ وصول کرلیں۔ میں یہ رقم یہاں قادیان میں ایجنسی کے حساب میں داخل کرا دوں گا۔ اس کے جواب میں حضور نے یہ لکھا ہے ایڈیٹر)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہمارے مشن کے متعلق یورپ اور ہندوستان کے اخبارات کی رپورٹیں "الفضل" میں شائع نہیں ہوئیں۔

(الفضل:۔ اخبارات کے جس قدر کٹنگس مل سکے وہ شائع ہوتے رہے ہیں۔ چونکہ سب انگریزی اخبارات یہاں نہیں آتے۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض اخبارات میں جو کچھ شائع ہؤا۔ اس سے ہم بے خبر ہوں۔ اور بعض اخبارات کی رپورٹیں جو الفضل میں شائع ہوئی ہیں۔ شاید اس تار کی روانگی کے وقت تک وہ بذریعہ الفضل حضور کے ملاحظہ سے نہ گذری ہوں)

میری صحت کمزور رہی ہے۔ تاحال مجھے نزلہ بخار کی تکلیف ہے۔ خلیفۃ المسیح

احباب حضور کی صحت و عافیت کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

دوسرا تار
لنڈن سے واپسی کی تاریخ

لنڈن ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ۷ بجکر ۵۰ منٹ شام حسب ذیل تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب دیا۔ جو ۱۹ اکتوبر ۹ بجکر ۳۰ منٹ صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آگیا۔

(انشاء اللہ العزیز) "۲۴ اکتوبر کو لنڈن سے روانگی ہو گی۔ مصر میں سفر منقطع نہیں کیا جائے گا۔ سیال (جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ایم۔ اے) اور درد (جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے) یہاں رہینگے۔ نیز (مولوی عبدالرحیم صاحب) نیر ساتھ واپس آئینگے"۔ خلیفۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بحری سفر کا پروگرام

حضور جس جہاز پر واپسی کے لئے سوار ہونگے۔ اس کا نام ایس ایس پلسنا ہے۔ عام حالات کے ماتحت اس کا جو پروگرام ہو گا۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی خاص وجہ نہ پیدا ہو گئی۔ تو حضور انشاء اللہ ۱۸ نومبر کو بمبئی رونق افروز ہونگے۔

روانگی از ٹریسٹ	(اٹلی)	یکم نومبر ۱۹۲۴ء
وینس	"	۲ نومبر "
برنڈزی	"	۴ نومبر "
پورٹ سعید	.	۷ نومبر "
سویز	.	۸ نومبر "
عدن	.	۱۲ نومبر "
بمبئی	.	۱۸ نومبر "

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

۲۹ اکتوبر تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو جو احباب خط لکھنا چاہیں۔ وہ حسب ذیل پتہ پر لکھیں

Khalifatul Masih
Passenger S.S. Pilsna
C/o
Post master Aden.

نظم
"محبت کا ایک آنسو"

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ..... ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ

ہزار علم و عمل سے ہے بالیقیں بہتر
وہ ایک اشکِ محبت جو آنکھ سے ٹپکا

خراجِ حسن میں ہر جنس سے گرانمایہ
نذرِ عشق میں کیا خوب گوہر یکتا

خلاصۂ ہمہ عالم ہے قلب مؤمن کا
خلاصۂ دلِ مؤمن یہ اشک کا قطرہ

نہ انفعال نہ حسرت نہ خوف و غم کا خیال
وہ ایک اور ہی منبع ہے جس سے یہ نکلا

نہ اس کے راز کو دو کے سوا کوئی جانے
نہ ہے کسی کو خبر۔ کب بنا۔ کہاں ڈھلکا

جو جھلکے آنکھ میں تو مست و بیخبر کردے
گرے تو یوں فرشتے اسے لپک کے اٹھا

نہیں زمانہ میں اس سا کوئی فصیح و بلیغ
جو دل کا حال ہو دلبر سے اسطرح کہتا

یہ تحفہ وہ ہے جو خالص خدا کی خاطر ہے
نہیں ہے اس میں ریا اور نفاق کا شبہ

جو "عین جاریہ" درکار ہو لے زاہد خشک
تو عینِ جاریہ اپنی بھی کچھ بہا کے دکھا

ہے عرقِ خونِ دلِ عاشقاں یہی آنسو
یہی ہے آگ سے الفت کی جو کشید ہؤا

میں کیا سراہوں [illegible] میں کروں تعریف
کہ ذاتِ باری نے خود جکو دوست ہے کہا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے خدام کے فوٹو ولایت کے اخبارات میں

(۱) ڈیلی گرافک (Daily Graphic) ۲۳ ستمبر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مع خدام تصویر شائع ہوئی ہے۔ اس گروپ میں حضور کے دائیں ہاتھ پنڈت شیام شنکر صاحب ایم اے کھڑے ہیں جنہوں نے ہندو ازم پر مذہبی کانفرنس میں مضمون پڑھا۔ (۲) مانچسٹر ڈسپیچ (Manchester Disp) ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی پورے قد کی تصویر شائع کی ہے (۳) ڈیلی سکیچ (Daily Sketch) ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء میں حضور کی چھاتی تک کی تصویر چھپی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

209

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

یوم پنجشنبہ قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۲۴ء

کانفرنس مذاہب لنڈن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مضمون

بے نظیر اثر اور کامیابی

(نوشتہ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون وقت کے لحاظ سے ایسے حالات میں تھا کہ اس سے بڑھ کر مایوس کن اور کوئی موقع نہ ہو سکتا تھا۔ دو بجے سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے احمدی نہیں بلکہ انگلستان کے آزاد اور بالکل لاپروا لوگ جن کو مذہب کا ایک ذرہ بھر بھی فکر نہیں۔ اور ان کی ساری توجہ دنیا اور دنیا کے جاہ و جلال یا عیش و آرام کے حصول کی خاطر لگی رہتی ہے۔ پھر یہاں کے لوگ جب تک سخت محنت نہ کریں۔ اُن کی ضروریات مہیا نہیں ہو سکتیں۔ اس وجہ سے ان کو سخت سے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور ان کے اوقات ایک ایک منٹ تک بلکہ ایک ایک سیکنڈ تک پابندی میں جکڑے ہوتے ہیں۔ اگر ذرا کچھ وقت فرصت کا ملتا ہے۔ تو سیر و تماشا میں لگتے ہیں۔ تا کہ محنت کے بوجھ اور تکان سے ان کو کسی قدر نجات ہو۔ اور کھوئی ہوئی طاقت واپس ملے۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جلسہ میں دو بجے سے لیکر ۷ بجے شام تک بیٹھنا ایک حیرت انگیز بات ہے کیونکہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ بیٹھ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بیٹھنا ان لوگوں کے واسطے ناممکن ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیکچر سے پہلے دو اور لیکچر تھے۔ اور دونو لیکچرار تھے بھی معروف۔ ایک لیکچر اسلام کی طرف منسوب تھا۔ اور دوسرا شیعوں کے معروف گروہ کی طرف سے تھا۔ ہمارا لیکچر فرقہ بندی کے نام سے بدنام بھی کیا گیا تھا۔ اور لوگوں کی توجہ کو سلسلہ کی طرف سے ہٹانے کی متواتر کئی سال سے کوشش جاری تھی۔ بلکہ تازہ بتازہ انہی ایام میں ایک خاص مضمون کے ذریعہ بھی اس کی طرف سے توجہ ہٹانے کی کوشش کی گئی تھی۔

باوجود ان مشکلات اور مایوس کن حالات کے اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا۔ اور جیسا خارق عادت طور پر سیدنا حضرت فضل عمر رضی فخر رسل اولوالعزم حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون کو کامیاب بنا کر مقبولیت کا شرف عطا فرمایا۔ وہ بالکل ایک معجزانہ تھا

مجھے رہ رہ کر افسوس آتا ہے۔ کہ کیوں نہ میں نے لکھنے کی مشق کی۔ اور کیوں نہ میں ایسا قادر القلم ہوا۔ کہ میں اس کامیابی۔ فتح و ظفر کو احباب تک بعینہٖ اسی رنگ میں پہنچا سکتا۔ جس رنگ میں ہماری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سُنا۔ میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ سادہ اور سیدھے مطالب کو بھی پورے طور سے ادا نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ میں اس عظیم الشان حقیقت کے عشر عشیر کو بھی لکھ سکوں۔ جو خدا کی رحمت اور بندہ نوازی نے حضور کے اس مضمون کے متعلق لوگوں میں پیدا کی۔ جو اثر لوگوں کے قلوب پر ہوا۔ ان کے چہروں سے اس کے آثار نمایاں ہوئے۔ ان کے اعضاء پر۔ ان کی حرکات و سکنات پر اس قلبی کیفیت کا جو اثر پڑا افسوس! میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے مضمون کا وقت جیسا تھا اس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ سب سے آخری تھا۔ اور وہ ایسا وقت تھا۔ کہ جب لوگ متواتر دو اڑھائی گھنٹہ بیٹھ کر تھک چکے تھے۔ ان لوگوں کی عادت اور فرصت زیادہ بیٹھنے کے خلاف تھی۔ پھر ان سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ہمارے نام کے ساتھ ایک فرقہ کا لفظ تھا۔ جس کی طرف عام طور پر لوگوں کی نظر نہیں جا کرتی۔ اس کے بھی سوا ایک اور امر یہ تھا کہ ہم نے جو خیالات بیان کرنے تھے۔ وہ ان لوگوں کے خیالات۔ احساسات۔ عادات اور جذبات کے بالکل خلاف تھے۔ اور ان کے سننے کے لئے وہ لوگ بالکل تیار نہ تھے۔ کثرت ازدواج کا مسئلہ یورپ کی عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا بھی وحشت اور پرلے درجہ کی بدتہذیبی تھی۔ غلامی کا مسئلہ بھی علیٰ ہذا ان لوگوں کے لئے قابل نفرت تھا۔ سود کے خلاف ان ممالک میں وعظ کرنا جہاں کوئی کام نہ تجارت کا نہ زراعت کا نہ حرفت کا نہ مزدوری کا حتیٰ کہ حکومت کا بھی چلنا مشکل ہو رہا ہے۔ کچھ آسان بات نہ تھی۔ یہ سب اُمور ان لوگوں کی توجہ کو کھینچنے والے نہ تھے۔ بلکہ دُور لیجانیوالے تھے۔ جو اعلان حضور کے مضمون کا شائع کیا گیا۔ اس میں خلاصہ مضمون درج تھا۔ اس سے لوگ اندازہ کر سکتے تھے۔ کہ کیا ہو گا۔ مگر خدا تعالیٰ کی راہیں عجیب ہیں۔ اس کی رحمت کے دروازے معجزانہ رنگ میں اپنے بندوں کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور انہونی باتیں ان کے لئے ہو جاتی ہیں۔ اور امید اور وہم و گمان سے بڑھکر ہوتی ہیں۔

حضور کے لیکچر سے پہلے آدھ گھنٹہ کا وقفہ لوگوں کو چاء کے لئے دیا گیا۔ مگر میں دیکھتا تھا۔ کہ کثرت سے عورتیں اور مرد اگلی صفوں میں جگہ لینے کی غرض سے چاء بھی شاید پی نہ سکے۔ اور جلدی ہی دوڑتے ہوئے چلے آئے۔ یہاں لوگ عموماً کھلا بیٹھنے کے عادی ہیں۔ ایک آدھ کرسی ہر شخص اپنے آس پاس ٹوپی یا ہینڈ بیگ وغیرہ کے لئے خالی رکھتا ہے۔ مگر اس لیکچر میں یہ باتیں نہ تھیں۔ اس شوق اور محبت سے لوگ آگے جگہ لینے کے لئے دوڑے آتے تھے۔ جس طرح ہمارے ہاں مسجد مبارک میں صبح کی نماز کے جلسہ کے ایام میں لوگ جلد جلد کرتے ہیں۔ یا حضرت صاحب کی تقریر کے دن جلسہ گاہ میں جگہ لیتے ہیں۔

کرسیاں بھرنی شروع ہوئیں۔ لائنیں پُر ہونی شروع ہوئیں۔ ہجوم کے ہجوم اور دل کے دل آتے گئے اور جگہ لیتے گئے۔ حتیٰ کہ کمرہ اپنی انتہائی کرسی تک بھر گیا۔ میں عمداً آخری صف میں محض اس نظارہ کو دیکھنے کی غرض سے بیٹھا کیونکہ اگلی قطار میں بیٹھ کر پچھلوں کے حالات معلوم نہ ہو سکتے تھے دوران لیکچر میں بعض لوگ ضروریات اور حاجات کے لئے اُٹھتے تھے۔ مگر جب دوبارہ واپس آتے۔ تو ان کو جگہ نہ ملتی تھی۔ کیونکہ اگر ایک اُٹھتا تو تین آجاتے تھے۔

الغرض تقریر کے شروع ہونے سے پہلے تمام ہال خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح کے جذب سے باوجود حالات کے مخالف ہونے کے بھر گیا۔ ٹھیک پانچ بجے پریزیڈنٹ سر تھیوڈور موریسن کے سی آئی اِی۔ کے سی آئی اِی سی بی اِی۔ ڈی سی۔ آئی کھڑے ہوئے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا لوگوں سے تعارف کرایا۔ اور کہا کہ اسلام میں کئی صدیوں سے ایسے فرقے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جو اسلام کو ضروریات زمانہ کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ مگر میری عمر میں جو کہ اسوقت ستر سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے قریب ہے۔ احمدی سلسلہ نے اس غرض کو ایسے رنگ میں پُورا کیا ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث سے پوشیدہ باتوں کو اخذ کر کے جس صورت میں اس عظیم الشان اور نہایت ہی قابل تعریف سلسلہ نے اسلام کو دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اسکی نظیر مینے اپنی زندگی میں کم از کم نہیں دیکھی نہ سُنی۔ اس فرقہ کا طریق استدلال نہایت قوی اور مؤثر ہے جو موجودہ سائنس کی ترقی میں اسلام کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

اسکے بعد اس نے کہا کہ چونکہ جماعت کے موجودہ امام خود یہاں موجود ہیں۔ اور آج کا مضمون ان کا اس اصل پر ہے۔ لہٰذا آپ لوگ ان کے حالات خود انہی کی زبانی سُن لینگے۔ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

اسکے بعد حضرت صاحب کھڑے ہوئے۔ اور پہلے خدا کی حمد کی۔ اور پھر لوگوں کو بتایا کہ خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے توفیق دی۔ کہ مَیں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں اور منتظمین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ خدا نے ان کے دل میں ایسی مذہبی کانفرنس کے انعقاد کی تحریک ڈالی۔ یہ بھی دراصل اسی خدا کا شکریہ ہے۔ پھر مَیں معافی چاہتا ہوں کہ میں اپنا مضمون خود نہ پڑھ سکوں گا۔ کیونکہ میں لکھے ہوئے لیکچر کے پڑھنے کا عادی نہیں ہوں۔ گو اپنے ملک میں میں چھ چھ گھنٹہ تک متواتر دس بارہ ہزار کے مجمع میں تقریر کیا کرتا ہوں۔ مگر چونکہ لکھے ہوئے مضمون کے پڑھنے کی مجھے عادت نہیں۔ اس وجہ سے مَیں خود نہیں پڑھونگا بلکہ میرے ایک مُرید چودھری ظفر اللہ خان صاحب بار ایٹ لار پڑھینگے۔

حضور نے چودھری صاحب کو اشارہ فرمایا۔ اور وہ مضمون پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حضور نے ان کو کھڑے ہوتے وقت کان میں کہا کہ گھبرانا نہیں میں دُعا کروں گا۔“

چودھری صاحب نے تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کے بعد مضمون شروع کیا۔ پڑھنے کا طریق اور مضمون کا اُٹھان شاندار تھا آواز بلند اور صاف تھی۔ لرزہ بالکل نہ تھا۔ مضمون کا ایک ایک لفظ آخری آدمی تک نہایت عمدگی سے سُنائی دیتا تھا۔ لوگ مضمون کے ایک ایک فقرے پر چیرز دینا چاہتے تھے۔ مگر چودھری صاحب ان کو موقع نہ دیتے تھے۔ پڑھنے میں ایسی روانی تھی۔ کہ گویا ایک بڑا دریا بلکہ وسیع سمندر موجیں مار رہا ہے۔ بعض موقعہ پر لوگوں نے چیرز دینے کا ارادہ کیا۔ ہاتھ اُٹھائے اور بعض نے آواز بھی نکالی۔ مگر ساتھیوں نے مضمون میں رکاوٹ کو محسوس کر کے ان کو سمجھایا کہ مضمون کا لطف لینے دو۔ پھر دیکھا جاویگا۔ مگر باوجود اس کے بعض سے نہ رہا گیا۔ اور دو تین مرتبہ درمیان میں چیرز دے ہی دیئے۔ لوگ کیا مرد اور کیا عورتیں ہمہ تن گوش تھے۔ اور جس شوق اور محبت سے مضمون کو سُنتے تھے۔ بہت ہی قابل حیرت تھا بعض لوگوں کے مُنہ کھلے کے کھلے رہ جاتے تھے بعض اپنی کرسی سے اچھل پڑتے تھے۔ اور بعض عورتیں سر ہلاتی تھیں۔ میرے جیسا آدمی جس کو زبان کا پورا علم نہیں اتنا کچھ سمجھ سکا۔ تو دوسرے بزرگ خدا جانے کیا کیا لطف اٹھاتے اور مزے لیتے رہے ہونگے۔ کارکنان جلسہ اس گھبراہٹ میں کہ لوگ دو بجے سے بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہیں۔ اب اس لیکچر میں کون بیٹھیگا۔ جس قدر تھوڑا عرصہ اس مضمون پر صرف ہو۔ اچھا ہوگا۔ حضرت کے حضور حاضر ہوئے۔ اور بار بار عرض کی۔ کہ مضمون کو بہت کم عرصہ میں ختم کر دیا جاوے ہم اپنے ملک کے لوگوں کی حالت سے واقف ہیں۔ وہ اب زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور جلد بلکہ بہت جلد گھبرا کر کھڑے ہو جائینگے۔

مگر خدا کے رازوں کو کون جانتا ہے۔ تصرفات آلٰہی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حاضرین اس طرح بیٹھے رہے۔ جس طرح کلان کو زنجیر میں جکڑ رکھا ہو۔ تمام لوگ بت تھے جو اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے۔ اور ہمہ تن گوش ہو کر لیکچر سن رہے تھے۔ نہ اتنی حاضری کسی اور تقریر میں ہوئی۔ اور نہ ایسا سماں کسی میں بندھا۔ تقریر کی خوبی اور دلائل کی خوش اسلوبی اور ترتیب کی خوبصورتی اور لطافت نے لوگوں کو ہمہ تن اپنی طرف مائل کیا۔ اور لوگ اس لطف سے سرشار تھے۔ اور عش عش کرتے تھے۔

ایک گھنٹہ میں مضمون ختم کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں کے متعلق خیال تھا۔ کہ وہ دس منٹ بھی اب بمشکل بیٹھ سکیں گے وہ گھنٹہ بھر برابر بغیر کسی قسم کی حرکت یا شور کے بیٹھے رہے اور اگر مضمون اور جاری رکھا جاتا۔ تو وہ سُنتے اور ضرور سُنتے۔ اور اپنی جگہ نہ چھوڑتے۔ جب تک کہ وہ بھی نہ ختم کر دیا جاتا۔

دراصل منتظمین جلسہ کا بھی خیال درست تھا حقیقت یہی تھی۔ کہ لوگ زیادہ بیٹھنے کو تیار نہ تھے۔ شاید سچ مچ ہی دس منٹ بعد اُٹھ کھڑے ہوتے۔ مگر مضمون کی لطافت نے ان کے دلوں پر قابو کر لیا تھا۔ ایک طاقت تھی۔ ایک جذب تھا۔ جو ان کو اُٹھنے نہ دیتا تھا۔ مگر جب مضمون ختم ہوا۔ تو سارے لوگ پریزیڈنٹ کی تقریر بھی نہ سن سکے اور جھٹ بھاگ نکلے۔ یہ ثبوت تھا۔ منتظمین کے اس خیال کا جو ان کو تھا کہ لوگ زیادہ دیر نہ بیٹھ سکیں گے۔

مضمون کے خاتمہ پر پریذیڈنٹ نے مختصر الفاظ میں ریمارک کرتے ہوئے کہا۔ مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون سننے کر لیا ہے۔ مَیں صرف اپنی طرف سے اور حاضرین جلسہ کی طرف سے مضمون کی خوبی ترتیب۔ خوبی خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریق استدلال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبانِ حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ متفق ہیں۔ اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ مَیں ان کی طرف سے شکریہ کرنے میں حق پر ہوں۔ اور ان کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں ؛

پھر حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو لیکچر کی کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ آپکا مضمون بہترین مضمون تھا۔ جو آج پڑھے گئے۔ کیا آپ کا خیال نہیں ہے کہ اس کامیابی کے لئے جو آج آپ کو حاصل ہوئی ہے۔ آپ یہاں تشریف لاتے۔

ایک صاحب حضرت کے حضور حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ کہ مَیں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے۔ اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں۔ مگر جس خوبی۔ صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے۔ مَیں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سُنا۔ مجھے اس مضمون کو سُنکر کیا بلحاظ خیالات۔ کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔ مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ زبان بھی اچھی تھی۔ اور پڑھنے میں بھی نہایت خوبصورتی تھی۔ ہر شخص بخوبی سُن سکتا تھا۔ اور الفاظ اور معانی کا تتبع کر سکتا تھا۔

ایک صاحب آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا پیاری زبان تھی۔ یہ تو اٹھارہویں صدی کی زبان تھی۔ آجکل کی بازاری زبان نہ تھی۔ مضمون بھی اچھوتا اور دلکش تھا۔

ایک اور صاحب آئے۔ جنھوں نے عرض کیا کہ میں اس مضمون کے سننے کے لئے فرانس سے آیا ہوں۔ مَیں عیسائیت پر اسلام کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اور اسلام پر بُدھ ازم کو ترجیح دیا کرتا تھا اب جبکہ میں نے آپ کا مضمون بھی سُن لیا ہے۔ اور بُدھ ازم کو بھی سنا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام ہی سب سے بالاتر مذہب ہے جس خوبی سے اور جس خوش اسلوبی سے آپ نے اسلام کو پیش کیا۔ اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے دل پر اب اس کا گہرا اثر ہے۔

ایک بڈھا مگر مضبوط قد و قامت اور ڈیل ڈول کا انگریز اجنبی سے لباس میں چودھری صاحب کے پاس آیا۔ اور کہا کہ مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ مَیں بڈھا ہوں۔ کچھ بہرہ بھی ہوں اور بیٹھا بھی سب سے اخیر پر تھا۔ مگر آپ کے مضمون کا ایک ایک لفظ مجھے سنائی دیا ہے۔ اور سمجھ میں آیا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری صاحب نے کہا۔ میں اہل زبان نہیں ہوں مجھے اندیشہ تھا۔ کہ شاید میرا لہجہ نہ سمجھ آسکے گا۔ انگریز نے کہا۔ نہیں ہم سب لوگ بھائی ہیں۔ غیریت کیسی۔ آپ نے نہایت خوبی سے مضمون پڑھا ہے۔ اور نہایت اچھی طرح سے ہر ایک کی سمجھ میں آیا ہے۔

ایک انگریز نے کہا Well put (خوب بیان کیا)۔ Well arranged (خوب ترتیب دیا)۔ Well dealt with (خوب بحث کی گئی)۔

مسٹر لانس بیر جو ایک سکرٹری ہیں اسی کانفرنس کے۔ انہوں نے چوہدری صاحب سے کہا Your lecture was the best heard so far. (جس قدر لیکچر اس وقت تک سنے گئے ہیں۔ ان میں سے آپ کا لیکچر بہترین تھا)

مسز شارپلز کہ وہ بھی اس کانفرنس کی سکرٹری ہے۔ اس نے چوہدری صاحب سے کہا کیا ترجمہ بھی آپ ہی کا کیا ہوا ہے۔ جواب اثبات میں پاکر کہا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ لوگ آپ کے بڑے مشکور ہیں۔ کیا بلحاظ زبان کے اور کیا بلحاظ پڑھنے کے۔ پھر اسی عورت نے کہا۔ کہ لوگ عورتیں اور مرد میرے پاس آتے ہیں۔ اور بہت ہی تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے کہا۔ کہ He seems to be Luther of the age. (یہ اس زمانہ کا لوتھر (ایک مصلح) معلوم ہوتا ہے) بعض نے مجھے کہا ہے There is a fire in him (اس میں آگ ہے)۔ حضرت کے متعلق یہ الفاظ بیان کئے گئے۔ اور پھر اسی مسز شارپلز نے کہا۔ کہ ایک انگریز میرے پاس آیا۔ اور اس نے مجھے کہا۔ کہ چاء پر تو آپ نے مجھے نہیں بلایا۔ مگر مجھے اجازت دو۔ کہ میں اندر جاؤں۔ میری غرض دراصل اس شخص کو دیکھنا ہے۔ جو ہندوستان سے اسلام کو پیش کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور احمدیوں کا سردار ہے۔ وہ شخص حضرت صاحب سے ملا۔ باتیں کیں۔ اور پھر مولوی مبارک علی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ میں نے بدھ مذہب کے پرچے بھی سنے ہیں۔ اور دوسرے پرچے بھی۔ It was the best of all papers. (یہ تمام پرچوں سے بہتر تھا)۔

ایک جرمن شخص جو یہاں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے جلسہ سے واپسی کے وقت سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضرت کے حضور مبارکباد عرض کی۔ اور کہا کہ میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا۔ کہ بعض زانوں پر ہاتھ مارتے تھے۔ اور کہتے تھے Rare ideas one can not hear such ideas every day. (یہ نہایت نادر خیالات ہیں۔ ایسے خیالات ہر روز سننے میں نہیں آتے)

وہی جرمن پروفیسر روایت کرتے ہیں۔ کہ بعض جگہ لوگ بے اختیار بول اٹھتے تھے۔ کہ:۔ What a beautiful and true principals (کیا ہی خوبصورت اور سچے اصول ہیں)۔ اور خود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کرتا تھا۔ کہ یہ موقع احمدیوں کے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ (مقام ترقی) ہے۔ اور یہ ایسی کامیابی ہے۔ کہ اگر آپ لوگ ہزاروں پونڈ بھی خرچ کر دیتے۔ تو ایسی شہرت اور ایسی کامیابی کبھی نہ ہوتی۔ جیسی کہ اس ایک لیکچر کے ذریعہ سے ہوگئی ہے۔

مسٹر لین انڈیا آفس میں ایک بڑے عہدے دار ہیں وہ لیکچر سن گئے تھے۔ مگر ان کی بیوی اس دن نہ آئی تھی۔ انہوں نے گھر میں جاکر ذکر کیا۔ ان کی بیوی دوسرے دن آئی۔ اور حضرت کے خدام کو ملی۔ اور کہا۔ کہ میں کل نہ آئی تھی۔ میرے خاوند نے مجھے گھر جاکر آپ کے لیکچر کی کامیابی اور قبولیت کا ذکر سنایا۔ اور مجھے بتایا۔ کہ خلیفۃ المسیح کا پرچہ سب سے اعلےٰ اور بہترین پرچہ تھا۔

مس گارنر ایک دہریہ اور خدا کی منکر عورت ہے اس نے کہا It was charmfull یہ دلکش تھا۔ "اچھا مضمون تھا"۔ "نہایت اعلےٰ خیالات تھے"۔ "نئی صداقت" وغیرہ وغیرہ الفاظ تو اس کثرت سے لوگوں نے کہے۔ کہ ان کا کوئی حد و حساب نہیں۔

بہائی مذہب کی ایک عورت نے لیکچر سنا۔ اور پھر ہمارے ساتھ ساتھ مکان کے قریب تک چلی آئی۔ وہ کہتی تھی۔ کہ میں بہائی خیالات رکھتی تھی۔ مگر اب آج کا لیکچر سن کر میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ میں چاہتی ہوں۔ کہ آپ کے زیادہ لیکچر سنوں۔ مجھے اگر مہربانی سے بتائیں۔ کہ کب اور کہاں لیکچر ہونگے۔ تو میں ضرور آؤں گی۔

ایک عیسائی عورت معہ اپنی لڑکی کے بہت محبت سے حضور کے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ اور درخواست کی کہ میرے مکان پر آپ جمعرات کو چاء کے لئے آئیں۔ حضرت نے مصروفیت کا عذر کیا۔ مگر اس نے بڑے اصرار او محبت سے درخواست کو منظور کرالیا۔ اور کہا کہ خواہ کسی وقت آپ آویں مگر ضرور آویں۔

ایک صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ ایسا پیارا مضمون تھا۔ کہ حب الوطنی سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

غرض اللہ کے فضل سے لیکچر کو نہایت شاندار کامیابی اور سچی قبولیت حاصل ہوئی۔ خدا کرے۔ کہ لاکھوں کیلئے ہدایت کا موجب ہو۔ اور اسلام کی اشاعت میں جو روکاوٹیں ہیں۔ دور ہو کر حق و صداقت کی اشاعت ہو۔ آمین

لیکچر میں کھلے کھلے الفاظ میں تعدد ازدواج اور غلامی کا ذکر تھا۔ سود کے خلاف بھی حضور نے بہت کچھ لکھا تھا۔ مگر ان سب باتوں کو سننے کے باوجود عورتوں اور مردوں نے متفق ہو کر ان مضامین پر چیرز دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ذکر

اخبار ٹائمز آف انڈیا میں

حضرت عمرؓ کی مجلس کا نظارہ۔

ٹائمز آف انڈیا نے اپنے ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں ایک نوٹ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق شائع کیا ہے۔ جو اگرچہ مختصر ہے۔ لیکن نہایت ہی خوبی اور عمدگی سے لکھا گیا ہے اسمیں حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی دلکش ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مغربی ممالک کے لوگ کس درجہ مردم شناس اور حقیقت بین واقعہ ہوئے ہیں۔

اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"ہمارا ایک لنڈنی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ (حضرت) خلیفۃ المسیح کی مجلس کا نظارہ جبکہ وہ اپنے مکان ویسٹ اینڈ کے ملاقی کمرہ میں بیٹھا ہو۔ (حضرت) عمر کے وقت کی یاد دلاتا ہے۔ ہز ہولی نس جو کہ مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔ زندہ مذاہب کی کانفرنس میں شمولیت کیلئے لنڈن تشریف لائے ہیں۔ لنڈن کے مکان کے ملاقاتی کمرہ میں یہ مشرقی خلاسفر ایک فرش پر بچھے ہوئے نماز پڑھنے کے قالین پر اپنے اخلاص مند پیروؤں کے ساتھ جو کہ اس کے اردگرد مؤدبانہ طور پر بیٹھے اس طرح تعلیم دیتا ہے۔ جس طرح کہ آج سے ہزار سال پہلے پیغمبر اور آئمہ اسلام دیتے تھے۔ ایک عالی قدر صوفی کی حکیمانہ دانشمندی کے ساتھ وہ اپنے حواریوں کے سوالات کے جواب دیتا ہے۔ اس کے خوبصورت اور زیتونی رنگ کے چہرہ پر روحانی طمانیت اور تسکین چھائی ہوئی ہے مجمع میں جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ اسکے متبعین سفید پگڑیاں باندھے اور سبز چوغے اوڑھے ان نوجوان ہندی طلباء میں ملے جلے بیٹھے ہیں۔ جو لنڈن کے ویسٹ اینڈ کی جدید تراش کے چست و چالاک لباس پہنے ہوئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ اور حنفی فقہ

(بقیہ)

غازی محمود دھرمپال صاحب نے اپنے رسالہ میں مولوی نعمت اللہ خاں صاحب شہید کے واقعہ سنگساری پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"از روئے قرآن مجید میں احمدیوں کو مومن و مسلم سمجھتا ہوں۔ نعمت اللہ احمدی کی سنگساری پر اظہار تاسف اور احمدی جماعت کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر احمدی جماعت کی گردن پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کا جوا نہ ہوتا تو میں افغانستان کے تاجدار اور ہندوستان کے علماء کے مذکورہ بالا فعل پر سخت ترین نفرت و حقارت کا اظہار کرتا۔ مگر جس صورت میں کہ تاجدار افغانستان اور احمدی جماعت حنفی شریعت کے متبع ہوتے ہوئے دونوں ہی اہلسنت والجماعت کہلاتے ہوں۔ تو پھر کس کی مذمت کی جائے۔ اور کس کی حمایت۔ احمدیوں کے نزدیک حنفی تاجدار کا مذکورہ بالا فعل وحشیانہ فعل ہے۔ مگر کیا احمدی جماعت شریعت حنفیہ کو جس کی رو سے یہ سنگساری عمل میں آئی۔ وحشی شریعت ماننے کے لئے تیار ہے۔ اور کیا وہ ایسی وحشی شریعت کی تقلید کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکنے کا حوصلہ کر سکتی ہے۔ اگر ہاں۔ تو پھر احمدیوں کو چاہیئے کہ وہ بہت جلد ایسا اعلان کر دیں"

معلوم ہوتا ہے۔ غازی صاحب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے آپ کو "فقہ حنفیہ" کی اسی طرح پابند سمجھتی ہے۔ جس طرح آج کل کے حنفی سمجھتے ہیں۔ یعنی اپنے فرقہ کے استنباط اور قیاسات کو قرآن کریم اور احادیث کے صریح احکام پر بھی مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ "فقہ حنفیہ" تو الگ رہی۔ جماعت احمدیہ کسی ایسی حدیث کو بھی قابل تسلیم نہیں قرار دیتی۔ جو قرآن کریم یا سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہو۔ مسائل شریعت کے متعلق جماعت احمدیہ کو بانی سلسلہ نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ یہ ہے۔

"مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے تین چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔ وہ خدا کا کلام ہے۔ اور شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

(۲) دوسری سنت اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاح سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک قرار نہیں دیتے۔ جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے۔ بلکہ حدیث الگ چیز ہے۔ اور سنت الگ چیز۔ سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت کی فعلی روش ہے۔ جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے۔ اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی۔ اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بتبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خدا تعالےٰ کا قول ہے۔ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل۔ اور قدیم سے عادت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں۔ تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تعبیر کر دیتے ہیں۔ تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے۔ اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں۔ اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (جیسا کہ حج۔ روزہ۔ نماز اور ان کی رکعات وغیرہ)

(۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں۔ کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعہ سے جمع کئے گئے ہیں"

(رسالہ ریویو بر مباحثہ چکڑالوی)

ہدایت کے ان ذرائع کے بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں :-

"چاہیئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے۔ اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف ہو اس کو بسر و چشم قبول کیا جائے۔ یہ صراط مستقیم ہے"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا شرعی مسائل کے متعلق کیا مسلک ہے۔ اس کی مزید تشریح حضرت مرزا صاحب کی حسب ذیل تحریر میں ہے :-

"ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو۔ تو خواہ کیسے ہی ادنےٰ درجہ کی حدیث ہو۔ اس پر عمل کریں۔ اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں۔ اور نہ قرآن میں تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے۔ تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خدا داد اجتہاد سے کام لیں۔ لیکن ہوشیار رہیں۔ کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں۔ تو اس حدیث کو چھوڑ دیں"

پس جبکہ جماعت احمدیہ کسی ایسی حدیث کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جو قرآن اور سنت کے معارض ہو۔ تو "فقہ حنفیہ" کے ایسے مسائل جو قرآن اور سنت اور احادیث کے خلاف ہوں۔ انہیں کیونکر مان سکتی ہے ہاں جس طرح ہر ایک ایسی حدیث کو جو معارض قرآن اور سنت نہ ہو۔ خواہ وہ کیسی ہی ادنےٰ درجہ کی ہو۔ جماعت احمدیہ قابل عمل سمجھتی ہے۔ اسی طرح فقہ حنفی کے ان مسائل پر عمل کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ جو قرآن اور سنت اور حدیث کے خلاف نہ ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ "فقہ حنفیہ" میں جو کچھ رطب و یابس ہے۔ وہ سب جماعت احمدیہ کے نزدیک قابل تسلیم ہے بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ مسائل جو امام ابو حنیفہ نے قرآن اور احادیث سے استدلال کر کے اخذ کئے ہوں اور وہ صحیح ہوں۔ تو وہ قابل تسلیم ہیں۔ کیونکہ اسلئے کہ مسائل کے استخراج کے بارے میں ان کا وہی مسلک تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرار دیا ہے۔ یعنی سب سے پہلا درجہ قرآن کریم کو دیں۔ پھر سنت کو اور حدیث کو۔

پس ہر ایک مسئلہ جو فقہ حنفیہ کے حوالہ سے پیش کیا جائیگا۔ اس کے متعلق یہ دیکھا جائے گا۔ کہ وہ قرآن کریم۔ سنت اور احادیث کے خلاف تو نہیں۔ اور یہی صورت ارتداد کی بحث اور اس کی سزا میں اختیار کرنی ضروری ہے۔ نہ کہ آج کل کے حنفی جو کچھ بھی فقہ حنفیہ کی طرف منسوب کر دیں۔ اس کا ہمیں اس لئے پابند قرار دیا جائے کہ ہم نے قرآن اور سنت اور حدیث کے بعد حنفی فقہ کے مسائل کو درجہ دیا ہے۔

اس تشریح اور توضیح کے بعد ہم پوچھتے ہیں۔ جس فقہ کو حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا اکثر حصہ ان کے شاگردوں اور دیگر علماء کے اقوال اور فتوے ہیں۔ ان میں ان عقائد کی بنا پر جو جماعت احمدیہ رکھتی ہے کہاں کسی کو مرتد ٹھہرایا گیا۔ اور کہاں مرتد کی سزا سنگسار کرنا لکھا ہے۔ اگر نہیں تو اس فتویٰ اور سزا کو فقہ حنفیہ کے مطابق قرار دینا بد دیانتی اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ پس ارشاد الٰہی لا یجرمنکم شنآن قوم علےٰ ان لا تعدلوا اعدلوا کی صریح نافرمانی کرنے والے مغلوب الغضب ملا نے نہ تو امام اعظم کے اپنے فتوے سے ہمیں مرتد قرار دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کے فتویٰ سے مرتد کی سزا سنگسار کرنا بتا سکتے ہیں اگر وہ سچے حنفی تھے۔ تو حضرت امام ابو حنیفہ کی طرح اس معاملہ میں قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے۔ اور ایک خون ناحق اور قتل مومن پر وہ خوشیاں نہ مناتے۔ اور ہماری عداوت میں ایک ظالم و غدار کی بے جا حمایت اور تائید نہ کرتے :۔

امید ہے۔ اس مختصر تشریح سے غازی صاحب کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ حنفی فقہ کے متعلق ہمارا کیا مسلک ہے :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

قیام وحدت کے لئے کوشش

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند

فرمودہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

مومن تفرقہ سے بچتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان لوگوں کی صفات بیان کی ہیں ۔ جو مومن ہیں ۔ ان کی مختلف صفات ہیں ۔ ایک صفت یہ ہے والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربہم ویخافون سوء الحساب ۔ عقلمند مومنوں کی یہ صفت ہوتی ہے ۔ کہ جن امور کو خدا تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے ۔ اور جن تعلقات کو خدا تعالیٰ نے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ۔ ان کو وہ ملاتے اور قائم رکھتے ہیں ۔ کیونکہ ان کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کی فکر ہوتی ہے ۔ گویا اللہ تعالیٰ انبیاء اور خلفاء کو جو جماعتیں عطا کرتا ہے ۔ ان کی یہ صفت ہوتی ہے ۔ کہ وہ تفرقے اور اختلاف کی باتوں سے بچتے ہیں ۔ مومنوں کی جماعت کو خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ۔ کہ خدا کے رستے کو سب ملکر مضبوطی سے پکڑ لو ۔ اور تفرقہ اور اختلاف نہ کرو ۔ اور خدا تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو ۔ کہ تم تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے ۔ خدا نے تمہارے درمیان الفت و محبت پیدا کر دی ۔ جس کی وجہ سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ۔

پس عقلمند مومن خدا تعالیٰ کے اس حکم کی پوری تعمیل کرتے ہیں ہر ایک قسم کے جھگڑے اور اختلاف سے بچتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی جو وحدت کے رنگ میں انکو حاصل ہوئی ۔ انکی پوری قدر کرتے ہیں

فروعی مسائل میں اختلاف

تفرقے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مسائل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ۔ ان میں مسلمانوں کو یہ احتیاط لازمی اور ضروری ہے کہ وہ جزوی مسائل پر جھگڑے اور اختلاف نہ کیا کریں ۔ کیونکہ آراء ہمیشہ مختلف ہوا کرتی ہیں ۔ اس لئے فروعی مسائل میں جھگڑنا اور اختلاف بڑھانا بڑے خطرے اور نقصان کا موجب ہو جاتا ہے ۔ ایک ہی آیت میں ہو سکتا ہے ۔ کسی کی رائے کچھ ہو ۔ اور کسی کی کچھ ۔ مگر اس اختلاف رائے کو تفرقہ اور اختلاف کا ذریعہ نہ بنانا چاہیئے ۔ کیونکہ اس سے جماعت کی وحدت میں فرق آتا ہے مسلمانوں کی اس بے احتیاطی نے اسلام کو صدمہ اور نقصان پہنچایا ہے کہ فروعی باتوں پر انہوں نے بہت زور دیا ۔ اور ہر ایک نے یہ چاہا کہ ہم اپنی ہی بات دوسرے سے منوائیں ۔ اور ان مسائل کو اتنی اہمیت دی ۔ کہ ایک دوسرے کی تکفیر شروع کر دی ۔ اور وحدت کو تفرقے سے بدل دیا ۔ وہابی آمین بالجہر اور رفع یدین پر زور دینے لگ گئے ۔ اور حنفی انکی تردید میں مصروف ہو گئے ۔ اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالدی ۔ انہوں نے سنت کو نہ دیکھا ۔ بعض نے آمین اور رفع یدین کرنے پر زور دیا ۔ اور بعض نے نہ کرنے پر ۔ اور اس بات کا خیال نکیا کہ جھگڑوں سے ہم اسلام کی وحدۃ کو توڑ رہے ہیں ۔ اور جماعت میں تفرقہ ڈال رہے ہیں ۔ اگر وہ آمین بالجہر نہ کہتے تو اتنا نقصان نہ ہوتا جتنا کہ آمین بالجہر پر زور دینے سے ہوا ۔ اپنی اپنی رائے پر وہ ایسے مصر ہوئے کہ انہوں نے کچھ موازنہ نہ کیا ۔ مانا کہ آمین نہ کہنا یا رفع یدین نہ کرنا غلطی ہے ۔ مگر پھوٹ ڈالنا تو اس سے بھی بڑی غلطی ہے ۔ ایک ادنیٰ اور معمولی غلطی کو دور کرنے کے لئے ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب کرنا بڑا بھاری گناہ ہے ۔ مگر فریقین نے موازنہ نہ کیا ۔ اور ان فروعی اختلافات کو اتنا بڑھایا کہ فرقے قائم کر دیئے ۔ اور ایک دوسرے کے مکفر ہو گئے ۔ ایسے فروعی اختلافات بھی چونکہ تفرقے کا موجب ہو جاتے ہیں ۔ اسلئے امام جماعت کا یہ بھی منصب ہوتا ہے کہ وہ ایسے امور میں مخالف رائے رکھنے والوں کو ساتھ جھگڑنے کی اجازت نہ دے پس ہماری جماعت کو ایسے جھگڑوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے ؛

ذاتی معاملات کی بنار پر اختلاف

دوسری قسم کا تفرقہ وہ ہوتا ہے ۔ جسکی بنار مسائل دینیہ نہیں ہوتے ۔ بلکہ آپس کے ذاتی جھگڑے اور تنازعات ہوتے ہیں اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ اگر ان کا آپس میں کوئی جھگڑا اور تنازع ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اصلاح کریں ۔ اور انہیں صلح کرا دیں ۔ کیونکہ جھگڑے سے اخوۃ میں فرق آتا ہے ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے واذکروا اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ۔ کہ تم تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم پر یہ نعمت کی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈالدی ۔ سو خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرنا چاہیئے اگر دو بھائیوں میں کوئی جھگڑا یا تنازع ہو جائے ۔ تو اس کو بڑھنے نہیں دینا چاہیئے ۔ اور صلح کرا کر خدا تعالیٰ کے انعام کو محفوظ رکھنا چاہیئے

تفرقہ سے بچنے کا طریق

اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ جہاں اس نے بیماری میں مبتلا ہو جانے کے بعد علاج اور تندرستی حاصل کرنے کا علاج بتایا ہے ۔ وہاں اسمیں یہ رنگ بھی اختیار کیا گیا ہے کہ مرض کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اسکی روک تھام کی جاسکے ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مومنین کی وحدۃ کو قائم رکھنے اور انکو تفرقے سے بچانے کے لئے چند باتیں بیان فرمائی ہیں تاکہ ہم لوگ جو ایک جگہ مل کر رہتے ہیں ۔ اگر ان باتوں کا اور ان پرہیزوں کا خیال رکھیں ۔ تو تفرقہ کی خطرناک بیماری سے محفوظ رہ سکتے ہیں بعض دفعہ انسان ایک بات کو معمولی خیال کر بیٹھتا ہے ۔ اور طبیب کے بتائے ہوئے پرہیز کو معمولی تصور کر کے بدپرہیزی کر لیتا ہے ۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکی جان تکلیف اور خطرے میں پڑ جاتی ہے ۔ پس جو باتیں کہ خدا تعالیٰ نے وحدت کے قیام اور اسکی حفاظت کیلئے بیان فرمائی ہیں ۔ انکو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے : - یاایہا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منہم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منہن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ۔ یاایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً فکرہتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم

کسی کی تحقیر نکرو

ایک وجہ تفرقے اور اختلاف کی خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی حقارت کرتا ہے ۔ اسی طرح ایک عورت دوسری عورت کی حقارت کرتی ہو ۔ پس ہم سب کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہم کسی دوسرے بھائی کی حقارت نکریں ۔ نہ اسکی غربت کی وجہ سے ۔ نہ اسکی کسی ظاہری حالت کی وجہ سے ۔ کیونکہ ممکن ہے وہی شخص جس کو تم حقارت کی نظر سے دیکھو ۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ تم سے بہتر ہو ۔ اسلئے تم سب کے لائق ہے کہ کوئی مرد یا عورت اپنے کسی بھائی یا بہن کی حقارت نکرے ۔ پھر ایک اور وجہ تفرقے اور اختلاف کی یہ بتائی ہو کہ ایک بھائی دوسرے بھائی پر عیب لگاتا اور برے برے نام رکھتا ہے ۔ اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے ۔ اور جو ایسی حرکت سے باز نہیں آتا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ظالم ہے ۔ کیونکہ یہی باتیں بڑھتے بڑھتے آخر لڑائی فساد اور جھگڑے کی نوبت پہنچا دیتی ہیں ۔

بدظنی نکرو

پھر ایک اور وجہ لڑائیوں اور ناچاکیوں کی یہ بیان فرمائی ہو ۔ کہ ایک بھائی دوسرے بھائی پر بدظنی کر لیتا ہے اور ظاہر حالات کو دیکھ کر ایک غلط نتیجہ نکال لیتا ہو ۔ اگر کوئی ایسی بات ہمیں معلوم ہو ۔ جو بظاہر ہمیں بری معلوم دیتی ہو ۔ تو اسکی وجہ سے ہمیں کسی بھائی کی طرف بدی منسوب کرنی چاہیئے ۔ ہو سکتا ہے کہ اسکی تہ میں کوئی اور ایسی بات ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو اس واسطے ہمیں اپنے بھائیوں اور بہنوں پر بدظنی کر کے انکی طرف جلدی عیب نہیں منسوب کر دینا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ بات بھی تفرقہ اور اختلاف کی جڑ ہے ۔

خفیہ حالات کا تجسس نہ کرو

پھر ایک اور وجہ خدا تعالیٰ نے تجسس بیان فرمائی ہو کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی خفیہ باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے پس اپنے بھائی کے خفیہ حالات معلوم کرنے سے بھی پرہیز لازم ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر ایک اور بات بھی بیان فرمائی ہے۔ جس کا خیال نہ رکھنے سے تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ غیبت ہے۔ کہ انسان دوسرے کے عیوب کو لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ سو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تم اپنے بھائی کے عیوب کو کسی کے آگے مت بیان کرو۔ خواہ وہ درست اور صحیح ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ایسا ہی مکروہ اور بُرا فعل ہے۔ جیسا کہ تم اپنے مردے بھائی کا گوشت کھانا مکروہ اور بُرا فعل خیال کرتے ہو۔ فاتقوا اللّٰہ۔ پس اگر تم خدا کا خوف کر کے ان باتوں سے پرہیز کرو گے۔ تو خدا تعالےٰ تم پر رجوع برحمت ہوگا۔ مگر بعض لوگ ان باتوں کو اہمیت نہیں دیتے۔ اور ان کو معمولی باتیں سمجھکر بڑی دلیری کیساتھ اپنے بھائیوں اور بہنوں کی غیبت اور نکتہ چینی وغیرہ کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے۔ کہ وہ خدا کے حکم کو توڑ رہے ہیں۔ پس ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم پوری توجہ سے ان ہدایات کو مدنظر رکھیں۔ اور ان پر عمل کریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے بچہ کی ولادت

اسکے بعد میں آپ سب صاحبان کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے گھر میں آج شب کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو درازئی عمر کے ساتھ دین کا سچا خادم بنا دے ۔

خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان سفر یورپ کے متعلق

اب کے ولایت جانے کے متعلق خواجہ کمال الدین صاحب نے خلاف معمول ایک اعلان شائع کر کے "مسلم بزرگوں" سے مشورہ طلب کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے جانے کی تائید میں جس قدر دلائل ان کے ذہن میں تھے۔ وہ بیان کئے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس امر کی انہیں کیوں ضرورت پیش آئی۔ اور کیوں انہوں نے دوسروں کے نام نہاد مشورہ تک اپنی روانگی کو ملتوی رکھا۔ ایک بہت بڑی دلیل جو انہوں نے اپنے حق میں پیش کی ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"تین احباب میں سے دو دوست میرا ولایت جانا پسند کرتے ہیں۔ ویمبلی کانفرنس نے جو فضاء اس وقت پیدا کر دی ہے۔ وہ مغرب میں اشاعت اسلام کے لئے ضروری ہے۔ کچھ عجب نہیں۔ کہ چند سال کی محنت میں اگر خدا کا فضل شامل حال ہو۔ تو محیر العقول نتائج پیدا ہو جائیں"۔ (پیغام ۱۵ ر اکتوبر)

معلوم نہیں یہ کون سے "تین احباب" ہیں۔ جن میں سے دو خواجہ صاحب کی تائید میں ہیں۔ علاوہ احباب کی یہ وسعت اور پھر اس کے کثیر حصہ کی تائید کے باوجود جناب خواجہ صاحب نے اس "فضا" کا ذکر کرنا ضروری سمجھا۔ جو ویمبلی کانفرنس نے مغرب میں اشاعت اسلام کے لئے پیدا کر دی ہے۔ لیکن کیا یہ وہی ویمبلی کانفرنس تو نہیں۔ جس کے متعلق پیغام نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کے سفر یورپ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا تھا۔ آپ کے یورپ جانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ "ویمبلی کی نمائش اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے" اور یہ طعنہ دیا تھا کہ میاں صاحب ویمبلی کی نمائش دیکھیں گے۔ اور میاں صاحب کے اسٹاف کے مختلف نمونوں کے لوگ یورپ والوں کے لئے بجائے خود ایک نمائش کا کام دیں گے"۔

اب اسی کانفرنس کے متعلق جناب خواجہ صاحب کا یہ اعتراف کہ اس کی وجہ سے اشاعت اسلام کے لئے ایسی فضاء پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے عجب نہیں۔ کہ چند سال کی محنت سے محیر العقول نتائج پیدا ہو جائینگے۔ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ جناب خواجہ صاحب کانفرنس کے بعد جو کچھ قیاس کر رہے ہیں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالیٰ نے کانفرنس کے اجلاس سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ اور اگر حضور کے سفر یورپ کی دوسری اغراض نہ بھی ہوتیں۔ تو بھی صرف کانفرنس میں شمولیت اشاعت اسلام کی خاطر نہایت اہم اور ضروری تھی۔ پھر کیا اس سے عیاں نہیں۔ کہ "پیغام" نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر کی غرض کانفرنس میں شمولیت قرار دیکر جو اعتراض کئے تھے۔ وہ محض اس بغض اور حسد کا نتیجہ تھے۔ جو غیر مبائعین کو حضور کی ذات سے ہے اور اب ان اعتراضات کی لغویت کانفرنس کے مفید ترین نتائج کا اعتراف کر کے جناب خواجہ صاحب نے ظاہر کر دی ہے

اس کانفرنس کے ذریعہ اسلام کے لئے جس فضاء کے پیدا ہونے کا جناب خواجہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"انگریزی صحائف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود کانفرنس مذکور کے ایک پریذیڈنٹ نے اسلامی پرچہ پڑھے جانے کے بعد یہ بیان کیا۔ کہ جتنے پرچے اس وقت تک دیگر مذاہب کے بھی پڑھے گئے ہیں۔ انہیں سے زندگی کا عملی پہلو اسلام میں ہی نظر آتا ہے"

یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن جناب خواجہ صاحب نے اس مضمون کو جو ان کی طرف سے کانفرنس میں پڑھا گیا ہے۔ "اسلام کی نیابت میں مضمون" بتانے کے بعد مذکورہ بالا سطور میں "اسلامی پرچہ" کا ذکر ایسے طریق سے کیا ہے۔ کہ گویا انہی کا پرچہ تھا۔ جس پر "ایک پریذیڈنٹ" نے اظہار رائے کرتے ہوئے اسلام کو زندہ مذہب قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور صریح دھوکہ دہی ہے۔ جس وقت جناب خواجہ صاحب کا مضمون پڑھا گیا۔ اس وقت پروفیسر مارگولی اینتھ پریذیڈنٹ تھے۔ جنہوں نے اس قسم کا کوئی فقرہ نہیں کہا۔ جو خواجہ صاحب نے بیان کیا ہے۔ البتہ سر تھیوڈ ر مارسین وائس چانسلر ڈرہن یونیورسٹی نے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضمون کے وقت پریذیڈنٹ تھے۔ حضور کے مضمون کے متعلق اور سلسلہ احمدیہ کے ذکر میں اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا اعتراف کیا۔ چنانچہ رپورٹر نے اس دن کی کارروائی کے متعلق جو خبر شائع کی۔ اس میں لکھا:۔

"مرزا بشیر الدین امام جماعت احمدیہ کے مضمون پڑھے جانے پر سر تھیوڈر مارسین نے اپنے پریذیڈنشل ریمارکس میں کہا۔ کہ اس (یعنی احمدیہ) سلسلہ اور ایسے ہی زمانہ حال کے دوسرے سلسلوں کا پیدا ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے"۔

حیرت ہے۔ جہاں خواجہ صاحب کو "انگریزی صحائف" میں "ایک پریذیڈنٹ" کے وہ الفاظ نظر آئے۔ جو انہوں نے اپنی تائید میں نقل کئے ہیں۔ وہاں ان کی آنکھوں سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کا نام اور حضور کے مضمون کا ذکر کیوں اوجھل ہو گیا۔ اور "اسلامی پرچہ" کے مشتبہ الفاظ لکھ کر کیوں دھوکہ دینا چاہا۔ ہاں اگر خواجہ صاحب کے نزدیک حقیقت میں وہی "اسلامی پرچہ" تھا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کی طرف سے پڑھا گیا۔ اور وہی اسلام کی اصلی نیابت میں لکھا گیا تھا۔ تو اور بات ہے۔ لیکن خواجہ صاحب نے اپنی طرف سے مصر کے اخبارات میں اور لارڈ ہیڈلے کی طرف سے ولایت کے اخبارات میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کے خلاف جو اعلان کرائے ہیں۔ انہیں دیکھ کر وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کے مضمون کو "اسلامی پرچہ" قرار دیا ہو۔ اس بارے میں انہوں نے جان بوجھ کر دھوکا دیا۔ اور وہ رائے جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے متعلق کانفرنس مذاہب میں ظاہر کی گئی۔ اسے اپنے مضمون کا نتیجہ بتانا چاہا۔ جناب خواجہ صاحب جیسی پوزیشن کے آدمی کے لئے یہ فعل نہایت ہی افسوسناک ہے۔ لیکن جب یہ لوگ اپنی کامیابی کا انحصار چالبازیوں پر ہی سمجھتے ہیں۔ تو ان سے اس قسم کی حرکت کا سرزد ہونا بعید نہیں۔

لیکن باوجود اس کے ہم جناب خواجہ صاحب کے ممنون ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس امر کو تسلیم کر کے اس کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ کہ ویمبلی کی کانفرنس مذاہب میں دیگر مذاہب کے مقابلہ میں صرف اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور یہ اعتراف سلسلہ احمدیہ کی بنا پر کیا گیا ہے۔ جسکی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ تعالےٰ کا مضمون پڑھا گیا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔